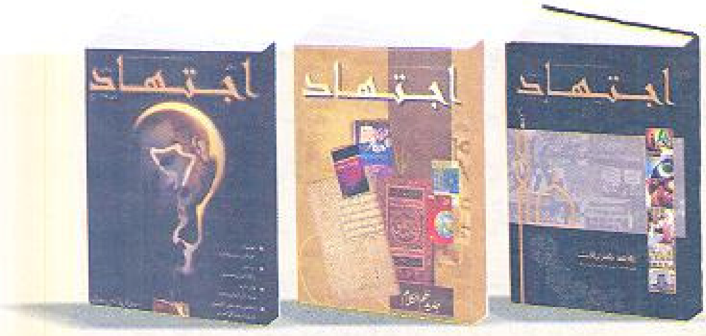

نقد و نظر

قلم اور علم سے معمولی لگاؤ ہو تو اس رسالے پر نظر پڑتے ہی دیکھنے اور ورق پلٹنے کو دل مچلتا ہے۔ ''اجتہاد'' کے مشمولات کو پانچ جلی عنوانات دیے گئے ہیں، جن کے نیچے ذیلی عنوانات ہیں۔ پہلا عنوان ''نفاذ شریعت'' (نظری مباحث، عصری تجربات، پاکستانی تناظر) ہے۔ اس کے تحت گیارہ مختلف موضوعات پر گیارہ قلم کاروں کی تحریریں ہیں...... ''اجتہاد'' اگرچہ دینی و فقہی حوالہ رکھتا ہے، تاہم باتصویر شائع کیا گیا ہے۔ کوئی شک نہیں کہ تصویر کے جواز و عدم کی بحث اب قصۂ پارینہ بن چکی ہے۔ تصویر کے بارے میں مستند علماء کے ہاں بھی وہ شدت باقی نہیں رہی، جو کسی زمانے میں تھی۔ یوں بھی بین الاقوامی سطح پر بعض مسائل نے تصویر کو انسانی زندگی میں لازم ٹھہرا دیا ہے۔ پاسپورٹ کے لیے مرد ہو یا عورت، تصویر ضروری ہے۔ ذاتی شناخت کے لیے شناختی کارڈ ہر شہری کی ضرورت ہے۔ شناختی کارڈ بغیر تصویر کے بن ہی نہیں سکتا، کرنسی نوٹوں وغیرہ پر تصویر اگرچہ غیر ضروری ہے، تاہم اسلامی ممالک سمیت تمام دنیا عملاً اس کو اختیار کر چکی ہے۔ شاید اسی وجہ سے رسالہ ''اجتہاد'' میں تصاویر بھی شائع کی گئی ہیں، جن میں بعض تصاویر یورپ میں اسلام کے خلاف اٹھنے والی تحاریک کی بھی ہیں۔ جن میں خواتین اسلام کے خلاف بینر اٹھائے احتجاج کر رہی ہیں۔ ظاہر ہے کہ یورپ میں اسلام کے خلاف محاذ آرائی کا اندازہ ان تصاویر کے بغیر ممکن نہیں تھا، شاید مدیر ''اجتہاد'' کے نزدیک تصاویر کے شائع کرنے کے لیے یہی وجہ جواز ہو، تاہم دینی رسالے میں تصاویر کے وجود کو شاید ابھی قبول نہ کیا جائے۔ اس حوالے سے ''اجتہاد'' دینی حلقوں میں نشانۂ تنقید بن سکتا ہے۔

انتہائی اہم مضامین ہیں جن سے شریعت کے نفاذ اور اس راہ میں درپیش مشکلات کے بارے میں انتہائی اہم معلومات حاصل ہوتی ہیں اور ان رکاوٹوں کا پتہ چلتا ہے جو اس راستے میں سدِ راہ بنی ہوئی ہیں۔

اجتہاد کا دوسرا بڑا عنوان ''مکالمہ'' ہے، جس میں چھ دانشوروں کے انٹرویوز شامل ہیں۔ یہ انٹرویوز ''اجتہاد کے مدیر ڈاکٹر ناصر زیدی اور سلیم صافی نے کیے ہیں۔ جن چھ دانشوروں سے انٹرویوز کیے گئے ہیں، ان میں جاوید احمد غامدی (معروف سکالر) ڈاکٹر منظور احمد (سابق ریکٹر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد)، مولانا صوفی محمد (معروف مذہبی لیڈر شمالی علاقہ جات)، فتح اللہ گلن (ترکی کے معروف دانشور)، ڈاکٹر اسرار احمد (بانی تنظیم اسلامی) اور حافظ محمد سلفی (مہتمم جامعہ اسلامیہ ستاریہ کراچی) شامل ہیں۔ ''اجتہاد'' کا یہ حصہ بھی خاصا دلچسپ اور معلوماتی ہے، جس کے ذریعے مذکورہ دانشوروں کی سوچ کے دھاروں کا علم بھی ہوتا ہے اور اس بے بسی کا پتہ بھی چلتا ہے، جہاں نفاذ شریعت کے حوالے سے ان حضرات کے اذہان خلجان کا شکار ہوتے محسوس ہوتے ہیں اور وہ اپنی بے بسی کو چھپانے کی کوشش میں بھی بے بس نظر آتے ہیں۔

''اجتہاد'' کا تیسرا بڑا عنوان ''دستاویزات'' ہے، جو چوبیس صفحات تک محدود ہے۔ یہ تمام دستاویزات انتہائی اہم ہیں، جن سے نظریاتی سفر کا اندازہ ہوتا اور قومی لحاظ سے بدراہ ہونے کا پتہ بھی چلتا ہے۔ ان دستاویزات کو یکجا کر کے ''اجتہاد'' نے بڑا اہم کام سرانجام دیا ہے۔

''اجتہاد'' کا چوتھا عنوان ''اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات'' ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ کونسل اب تک ۸۴ سفارشات حکومت کو پیش کر چکی ہے، لیکن حکومت نے کسی ایک سفارش کو بھی عملی اعتبار سے قبول نہیں کیا۔ یہ سفارشات اسلامی نظریاتی کونسل کی موجودہ ہیئت کی پیش کردہ ہیں، ورنہ کونسل اپنے قیام سے لے کر اب تک ان گنت سفارشات حکومت کو بھیج چکی ہے۔ بہتر ہوتا کہ ان سابقہ ارسال کردہ سفارشات کا تذکرہ بھی اس میں کر دیا جاتا، بلکہ ہماری دانست میں یہ بات زیادہ مناسب ہوگی کہ قیام سے لے

کراب تک کونسل کی طرف سے بھیجی جانے والی سفارشات کا اشاریہ یا تفصیلیہ ''اجتہاد'' کے کسی مخصوص شمارے میں شائع کیا جائے۔ یہ تفصیل تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے سازگار بلکہ کارساز ہوگی۔

ہمارے نزدیک ''اجتہاد'' میں شامل تمام تحریریں مجموعی طور پر اہل علم کے لیے خوان نعمت کا درجہ رکھتی ہیں۔ اہل قلم ان تحریروں سے ذہنی تحریک حاصل کر سکتے ہیں، جوان کے قلم کی جولانی میں ممدومعاون ہوسکتی ہے۔ ''اجتہاد'' کی ظاہری شان وشوکت، طباعت کی خوبصورتی از اول تا آخر، ''کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جا است'' کی آئینہ دار ہے۔ ہم ''اجتہاد'' کے آئندہ شماروں کو نقوش سابق سے مزید بہتر دیکھنے کے متمنی ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد طاہر

فکر وفہم سے مزین خوبصورت اذہان سے آراستہ اجتہاد کا نفاذ شریعت نمبر جریدہ ملا یہ جاذب نظر ہونے کے علاوہ معیاری رسالہ ہے جو اپنی شناخت کے ساتھ ایک یادگار نقش بھی جانا جائے گا۔ اس پورے جریدے میں نفاذ شریعت سے متعلق نمایاں وصف کے ساتھ تخیل وعمل کی انفرادیت کو تحقیقی اور عصری تجربات کے ساتھ اس طرح پیش کیا گیا ہے تا کہ نفاذ شریعت کے معنی سمجھنے میں آسانی ہو مسئلہ نفاذ شریعت کی تمام جہتوں سے نہ صرف متعارف کرایا گیا بلکہ جامع اور واضح بحث بھی کی گئی ہے۔ اس شمارہ میں ملک کے نامور صاحب فکر گراں قدر دانشور، سخن ور، نقاد اہل قلم حضرات کی محبت اور جانفشانی کے جذبوں کے ساتھ شمولیت بھی معجزہ سے کم نہیں ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلامی ریاستوں میں شریعت کا نفاذ کیوں عمل میں نہیں لایا گیا اور یہ بات غور طلب بھی ہے کہ کسی اسلامی ریاست کا قیام جس میں شریعت نہ ہو عجیب سی بات ہے اسلامی اصولوں کی بنیاد میں شریعت ہو تو اسلامی تناظر میں اسلام کو کہاں تلاش کریں گے ایسے دانشور موجود ہیں جو نفاذ شریعت کے عمل کو حرف وصوت میں نہیں اسلامی وسعتوں اور معنوی حقیقتوں میں دیکھنا چاہتے ہیں اور وہ عمیق انداز میں علمی، منطقی اور فکری سطح پر لفظ شریعت کی نشاندہی بھی کر رہے ہیں اور ہمیں ان کی مدد کرنے کے لیے صرف حوصلہ اور قوت فکر کی ضرورت ہے تا کہ ترجیحات پر غور کرسکیں کیونکہ اگر یہ تسلسل ٹوٹ جائے تو ذہن نامعلوم الجھن کا شکار ہو جاتا ہے۔ فکری اختلاف بھی ترقی اور ذہنی بالیدگی میں رکاوٹ کا محرک ضرور ہے تاہم اس کا تعین بہت ضروری ہے تا کہ تنازعات زیر بحث آسکیں یہ بھی درست ہے کہ نفاذ شریعت کے لیے جو بھی اقدامات کیے گئے ان کے نتائج توقع کے مطابق نہیں رہے پاکستان اسلامی ملک ہے آئین بھی اسلامی ہے لیکن شریعت کے نفاذ کے ذریعے مسلمانوں کی سماجی، معاشی اور معاشرتی مسائل کا حل نظر نہیں آیا یہ ایک سنجیدہ مسئلہ تھا جو کاغذوں میں جذب ہو کر رہ گیا۔

شریعت کا نفاذ چونکہ اسلام کی بنیادی حیثیت ہے اس لیے ملک کے دانشور حضرات نے حکمت عملی کے ظہور کے لیے تجاویز پیش کی ہیں یہ ایک قابل قدر جذبہ ہے۔

مختلف آراء کے بعد کچھ سوچنے کا موقع مل رہا ہے کہ آیا نفاذ شریعت سے مراد صرف نماز روزہ زکوٰۃ حج نکاح وطلاق یا وراثت سے متعلق قوانین ہیں یا کہ اصلاح معاشرہ کے حوالے سے معاشی اور معاشرتی اصلاح کی گنجائش بھی ہے اور یہ کہ نفاذ شریعت کے جو اصول مرتب کیے گئے ہیں ان کا بوجھ انسانی ذہن اٹھا کر ایک خوشگوار زندگی بسر کر سکتا ہے۔

دراصل آج کے انسان کی اپنے آپ سے جنگ ہے مسلم معاشرہ اسلام کے فیصلوں کا پابند نہیں ہونا چاہتا رائے سے اختلاف، نظریات سے انحراف ایک مخصوص رویہ بن گیا ہے ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ ہمارا کل اپنے تمام اثاثوں کے ساتھ گزر گیا ہے اور اب ہم اس کے تجربات سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اگر آج کو بھی نہیں سمجھا تو آنے والا کل بھی کھو دیں گے آج ہمارا حق ہے اور ضرورت بھی ہم اس پر بھروسہ کر سکتے ہیں تا کہ ایک مضبوط کل کو تشکیل دے سکیں جس کا فائدہ ساری انسانیت کو پہنچے گا لیکن آخر میں ہمیں اس سچائی کا بھی اقرار کرنا ہوگا کہ انسان جھوٹی حقیقتوں کے ساتھ کب تک زندہ رہ سکتا ہے اور وہ کب تک اپنے حصے کی روشنی طلب کرتا رہے گا۔

دور جدید میں ذہنی کشیدگی اور باہمی نفاق میں برابر اضافہ ہو رہا ہے اور اگر ہم شعوری طور پر یہی سلسلہ فکر جاری رکھیں گے تو اخوت اور محبت کی فضا قائم نہیں رہے گی۔ اگر ہمارے ذہن متحرک رہیں تو اپنی منازل طے کرتے ہوئے جمود نہیں ہوگا اور اگر ہم وجودی تجزیہ کا احاطہ کرسکیں تو آفاقی معاشرتی مسائل کو سمجھ سکیں گے ہم نے حقیقتوں کو بھلا دیا ہے اور صرف ایک شعوری قید نبھا رہے ہیں اس میں شک نہیں کہ اجتہاد کے مطالعہ سے میرے خیالات میں وسعت اور روشنی پیدا ہوئی ہے لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ اہل فکر حضرات کے خیالات سمجھنے میں مجھ سے کوتاہی ہوئی ہو جس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔

میری دعا ہے کہ اجتہاد سے متعلق تمام اہل قلم، دانشور اور فکر نواز ساتھیوں میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہمت واستقامت عطا ہو تا کہ وہ نیک عمل اور صالح ارادوں کے ساتھ قدم بڑھا سکیں میں اپنا ایک شعر ان کی نذر کرتی ہوں۔

یہ جو انسان ہے انمول خزانے کی طرح
سینکڑوں منزلیں گزری ہیں اسے پانے میں

بلقیس قمر سبزواری